مکتوب امریکہ مولانا قاضی فضل اللہ حقانی*

وفیات

جسٹس جاوید اقبال شخصیت و کردار

محترم حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب آپ سینٹ کے ممبر تھے اور مرحوم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب بھی ممبر تھے۔ اس وقت افغانستان میں ملا محمد عمر صاحب مرحوم کی امارت تھی اور حقانی برادر محترم نور محمد ثاقب صاحب افغانستان کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) ہوا کرتے تھے اور جاوید اقبال صاحب کی ان سے وہاں نشست ہوئی تھی اور واپسی پر مرحوم ہمارے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے اور طلبہ کو خطاب بھی کیا تھا اور غالباً اس کے آنے کا محرک بھی یہی تھا جو جسٹس صاحب نے فرمایا تھا کہ مولانا نور محمد ثاقب صاحب کے جو بات چیت ہوئی خصوصاً قانون کے متعلق اور جب انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ سب علوم وفنون اور اسلامی موجودہ عدالتی قوانین دارالعلوم حقانیہ ہی میں میں نے سیکھے ہیں تو مرحوم نے کہا تھا کہ میرے دل نے چاہا کہ میں بھی دارالعلوم میں داخلہ لے لوں لیکن شاید اس عمر میں مولانا سمیع الحق صاحب مجھے داخلہ نہ دیں اور پھر آپ نے فرمایا تھا کہ فرزند اقبالؒ کے لئے عمر کی قید نہیں اور اس نے اس پر آپ کا شکریہ ادا کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دارالعلوم سے عقیدت رکھتے تھے، اب تو رحلت فرما چکے، چونکہ وسیع مطالعہ کے مالک تھے اور جس کا بھی مطالعہ وسیع ہوتا ہے تو اسکے تفردات بھی ہوتے ہیں جس کی ایک واضح مثال ہماری اسلامی تاریخ اور علوم میں شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ ہیں تو ڈاکٹر صاحب کے بھی کبھی کبھار آرٹیکلز میں تفردات آجاتے تو کچھ لوگ ان تفردات کو اچھا نہیں سمجھتے تھے لیکن فلسفی اور وسیع مطالعہ اور پھر قانون دان تھے بھی تو ذہن میں افکار کا ایک ہجوم ہوتا، جو ایک دوسرے کے ساتھ شریک کرتے تھے اور کبھی ایک دوسرے سے بحث ومباحثہ، علمی اور فکری اختلاف بھی رہتا اور جو کچھ اس کے ذہن میں ایک تلاطم اور تزاحم سے آتا رہتا تو وہ اس کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ فلسفی اور سائنسدان، جھوٹ نہیں بولتا، نہ منافقت کرتا ہے۔ ورنہ پھر تو نہ فلسفی ہوسکتا اور نہ سائنس دان لیکن سائنسدان تو عملاً کچھ کر دکھاتا ہے تو کسی کا اعتراض نہیں ہوتا۔ البتہ فلسفی تو

---

* مفسر قرآن، افکار شاہ ولی اللہ کے ترجمان ومصنف، سابق ممبر پارلیمنٹ وفاضل دارالعلوم حقانیہ، حالاً مقیم امریکہ

فکری بندہ ہوتا ہے اور خدا کی تقسیم یہ ہے کہ فکری بندہ زیادہ تر عملی نہیں ہوتا، وہ تو تصورات میں رہتا ہے لہٰذا اس کو دیوانہ سمجھا جائے جبکہ بات ایسی نہیں اور اس صورت میں میں نے سوچا کہ مادر علمی کو اس عقیدت کے اظہار کی وجہ سے آپ سے تعزیت کروں نیز یہ کہ علامہ مرحوم بہت بڑے آدمی تھے، دوقومی نظریہ کے حوالے سے بہت ہی سخت اور ہونا بھی چاہیے تھا اور حضرت مدنیؒ کے الفاظ کے غلط نقل کی وجہ سے وہ اپنی رباعی کہہ چکے تھے جو بعد میں علامہ طالوت کے درمیان بھی آنے سے یہ غلط فہمی کا ازالہ ہو چکا تھا۔ جو مکتوبات شیخ الاسلامؒ میں موجود ہے اور علامہ نے اس رباعی کو اپنی کسی کتاب میں نہ چھاپنے کا کہلایا تھا لیکن پتہ نہیں جو علامہ کی کتابیں چھاپتے ہیں وہ کیوں اس رباعی کو بھی درج کر دیتے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم یا ضد کا شکار ہو کر ایسا کرتے ہیں، پتہ نہیں کیا بیماری لاحق ہے، یہ صحیح ہے کہ جمعیۃ علماء ہند تقسیم ہند کی مخالف تھی تو لوگ ساری تحریک دیوبندی کو پاکستان مخالف سمجھ چکے ہیں، تقسیم ہند ایک چیز ہے، پاکستان ایک دوسری چیز اور پھر دیوبند کا ایک حصہ مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں تحریک پاکستان کا ہراول دستہ ہے جس کے اعتراف میں بانی پاکستان نے مغربی پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں پاکستان کا جھنڈا لہرایا اور پاکستان بننے کے بعد حضرت مدنیؒ نے اپنے متعلقین اور جمعیۃ علماء ہند کے ساتھیوں کو دیکھا کہ اب دستور کے لحاظ سے آپ علیحدہ ہوگئے لہٰذا اب مولانا عثمانی کی جمعیۃ علماء اسلام ہی کے نام سے تعمیر پاکستان بقاء پاکستان اور نظام اسلام کی جدوجہد کریں اور اس کی مثال دی کہ مسجد کی کسی خاص خطے کی تعمیر کے ساتھ اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن جب مع اختلاف کے مسجد بن جائے تو وہ پھر دیگر مساجد کی طرح خانہ خدا اور قابل احترام لیکن ہمارے کچھ ساتھی کبھی کبھار جذبات میں آکر کہہ جاتے ہیں کہ ہم تو اس لئے خلاف کررہے تھے تو کیا شریعت کی رو سے حضرت مدنی کے مذکورہ حکم کے بعد آنے والا تصور منسوخ اور واصل دفتر نہ ہوا؟ اور جب عملِ راوی روایت کے برخلاف ثابت ہوجائے یا اس کا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف آئے تو یہ دلیل نسخ نہیں۔

ہاں اس وقت کے معروضی حالات میں وہ حکم تھا لیکن اب کے معروضی نہیں، زمینی حقائق یہ ہیں کہ پاکستان کا سوچا جائے اور کچھ تو بعض بزعم خود صحافی مولوی کو کوسنے کیلئے ایسے منسوخ تصور کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اسلئے خوف خدا اور اخلاقیات بہت ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ اور قوم تقسیم ہو چکی ہے، بہر صورت ہر ایک بندے نے چلے جانا ہے محترم ڈاکٹر صاحب بھی چلے گئے، اللہ تعالیٰ مغفرت نصیب فرمائے۔ امین اور یہ تعزیت آپ اور ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ بلکہ حضرت علامہ کے تمام چاہنے والے قبول فرمائیں۔

والسلام: قاضی فضل اللہ، امریکہ

نوٹ: آپکو زحمت تو نہیں دینا چاہتا لیکن اس خط کی کاپی اگر آپکے اہل خانہ کو ملے تو دارالعلوم کی ایک حیثیت واضح ہوجائیگی۔